جلد ۵۲/۱۷ ۸ اخاء ۱۳۴۲ ھش ۸ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ ۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء نمبر ۲۳۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۷ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی کل دن بھر بھی حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ لیکن رات کو تین بجے تک تو نیند آئی۔ اس کے بعد آنکھ نہیں لگی اور بے چینی کی تکلیف رہی۔ دائیں ٹانگ میں درد بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت حرارت بھی ہے۔

احباب جماعت تضرع اور درد کے ساتھ التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و رحم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

— محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب —

مکرم برادرم سید حضرت اللہ پاشا صاحب قائد مجلس لاہور جن کا پچھلے ماہ ایک حادثہ کے نتیجہ میں ران کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی تا حال ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ہڈی ٹھیک نہیں جڑی تھی۔ اس لئے پلاسٹر کاٹ کر اور دوبارہ ہڈی توڑ کر جوڑی گئی ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب کے لئے جو ایک مخلص خادم احمدیت ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ و سلامتی عطا فرمائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ”بشیر ہال“ کی تعمیر مکمل ہونے پر ایک خاص تقریب کا انعقاد

ہال کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک پُر اثر خطاب اور اجتماعی دعا سے فرمایا

”اپنے آپ کو ان بلند پایہ اوصاف سے متصف کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت میں طرۂ امتیاز کا درجہ رکھتے تھے“

ربوہ ۷ اکتوبر۔ کل سوا دس بجے قبل دوپہر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک خاص تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس تقریب کا اہتمام سکول کی عمارت میں ایک نو تعمیر شدہ ہال کے نہایت اہم اضافہ پر اس کے افتتاح کی غرض سے کیا گیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس خوبصورت اور وسیع ہال کا نام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نور اللہ مرقدہ کی سکول سے گہری دلچسپی و وابستگی اور قلبی ربط کی مقدس یاد میں ”بشیر ہال“ رکھا گیا ہے۔ ہال کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے ایک نہایت پُر اثر خطاب اور اجتماعی دعا سے فرمایا۔ آپ نے سکول کے ممبران اسٹاف اور طلباء کو توجہ دلائی کہ انہوں نے ہال کا نام ”بشیر ہال“ رکھ کر ایک بہت بڑی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ عقیدت کے ظاہری اظہار کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے آپ کو ان بلند پایہ صفات سے بھی متصف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت میں طرۂ امتیاز کا درجہ رکھتی تھیں۔

سکول کا یہ نو تعمیر شدہ ہال ۹۲ فٹ لمبا اور ۴۶ فٹ چوڑا ہے۔ پھر اسے ضروری فرنیچر، بجلی کے پنکھوں اور دیگر ضروریات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر پر قریباً ۳۸ ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس میں سے ۱۴ ہزار حکومت نے اور اتنی ہی رقم صدر انجمن احمدیہ نے عطا کی ہے۔ باقی ۱۰ ہزار کی رقم سکول کے ذمہ واجب الادا ہے اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے ”مسجد نور“ کے بعد یہ ہال سکول کی اہم ترین عمارت ہے سکول کی اس اہم سادہ اور پُر وقار تقریب میں مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید، محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال، محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ حضرت مولوی محمد دین صاحب، ناظر تعلیم نیز صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے متعدد دیگر ناظر و وکلاء صاحبان نے بھی شرکت فرمائی۔ مزید برآں علی الخصوص نگران بورڈ کے اراکین محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور، محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ اور محترم جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ نے بھی اس تقریب کو اپنی شرکت سے زینت بخشی۔ پھر مکرم جناب ملک حبیب الرحمٰن صاحب ڈپٹی ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز کے علاوہ چنیوٹ اور لالیاں کے متعدد ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

تقریب افتتاح

سوا دس بجے تک جملہ مہمانوں کے تشریف لانے کے بعد جملہ مہمان (باقی دیکھیں ص ۸ پر)

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کیلئے خاص دعا کی تحریک

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر ربوہ

احباب جماعت کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال جب حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی انگلستان تشریف لے گئی تھیں تو وہاں اچانک آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی تھی۔ انہی دنوں میں ایک روز صبح آپ نیند سے بیدار ہوئیں تو منہ میں سے کالا خون نکلا جس کی وجہ اس وقت معلوم نہ ہوسکی۔

یہ تکلیف وقفہ وقفہ سے اب تک جاری ہے۔ اور تا حال آرام نہیں آیا ہے۔ چنانچہ چند دن پیشتر یہی تکلیف پھر ہوگئی۔ اس پر متعدد ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا گیا۔ وہ ابھی تک کسی قطعی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکے ہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ البتہ ایک مرتبہ بلڈ پریشر دیکھنے پر یہ معلوم ہوا کہ یکدم بلڈ پریشر بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ آپ کی یہ بیماری جو گزشتہ سال سے چل رہی ہے فکر پیدا کرنے کا موجب ہے۔

میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ اکتوبر ۶۳ء

جمہوریت کے نعرہ کی حقیقت

ایک فرانسیسی مفکر کا قول ہے کہ

"خواہ مجھے تمہاری رائے سے سو فیصدی اختلاف ہو مگر میں یہ کہتا ہوں کہ تمہیں اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے اور کوئی نہیں ہے جو اس حق سے تم کو روک سکتا ہے۔"

ہم نے یہ بات اپنے الفاظ میں بیان کی ہے یہی وہ سپرٹ ہے جو جمہوریت کی بنیاد بنی ہے۔ فرانس ہی وہ ملک ہے جس میں سب سے پہلے جمہوریت کی بنیاد مستحکم ہوئی ہے۔ باقی یورپین ممالک میں اسی ملک کی تقلید میں عوامی انقلابات ہوئے ہیں۔ دیکھا جائے تو واقعی اس فرانسیسی دانشمند کا قول ہی ایسا ہے جو حقیقی جمہوریت کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اسی اصول کے عام ہونے سے یورپ نے پوپ اور بادشاہی کے استبدادی تسلط سے رہائی حاصل کی۔

حیرانی کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں آج وہی لوگ جمہوریت جمہوریت کا نعرہ بلند کر رہے ہیں جو دین جیسے نازک مسئلہ میں بھی دوسروں کو اپنے عقائد پر قائم رہنے اور ان کی آزادانہ تبلیغ و اشاعت کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے اجارہ دار بنتے ہیں اور من گھڑت اصول لے کر خود اسلام کے بنیادی اصولوں کی نفی کرتے ہوئے بھی سمجھتے ہیں کہ ان جیسا جمہوریت پسند نہ کبھی پہلے پیدا ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی پیدا ہوگا۔

ایک شخص جو "الجہاد فی الاسلام" جیسی مخالف اسلام کتاب لکھتا ہے اور قتل مرتد اور قادیانی مسئلہ ایسے مضامین پر خلاف اسلام اور رجعت پسندانہ طریق سے قلم اٹھاتا ہے کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ وہی شخص آج سب سے اونچے مینار پر کھڑا ہو کر جمہوریت جمہوریت کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ حالانکہ اس شخص کی یہ تصانیف ایسی ہیں جو نہ صرف جمہوریت کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتی ہیں بلکہ فی الواقعہ آج سب سے بڑی روک تبلیغ و اشاعت اسلام کے راستہ میں بنی ہوئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اس مصنف کی تصنیف سیاسی کشمکش قیام پاکستان کے خلاف سب سے بڑی خطرناک دستاویز ہے اسی طرح آپ کی تصنیف "الجہاد فی الاسلام" اسلام کے خلاف عظیم ترین دستاویز ہے۔

اس تصنیف میں مصنف نے غیر مسلموں کے اسلام کے خلاف اس افترا کی الزام کی تائید کی ہے کہ نعوذ باللہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

اس تصنیف نے ان تمام مساعی پر جو مسلمانوں نے پادریوں اور آریوں کے مندرجہ بالا اعتراض کو دور کرنے کے لئے کی ہے یکدم پانی پھیرنے کی کوشش کی ہے۔ اس تصنیف کا ماحصل مصنف کے اس قول کے گرد گھومتا ہے کہ تبلیغِ اسلام کا بیج بونے سے پہلے تلوار کے ساتھ قلبہ رانی لازمی ہے یعنی جب تک تلوار کے ساتھ کشتوں کے پشتے نہ لگائے جائیں اسلام کی تبلیغ کوئی اثر نہیں رکھ سکتی۔

اسی طرح "اسلام میں ارتداد کی سزا" میں مصنف نے اسلام کے لا اکراہ فی الدین جیسے عظیم الشان جمہوری اصول کے پرخچے اڑائے ہیں اور اپنی تردید کرتے ہوئے ثابت یہ کیا ہے کہ لا اکراہ فی الدین کے معنی یہ ہیں کہ ہم کسی کو اسلام میں لانے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ البتہ جو اسلام میں داخل ہو وہ یہ سوچ سمجھ کر داخل ہو کہ پھر اس سے نکلنے کی راہ سوا "قتل" کے اور کوئی نہیں ہے۔ "الجہاد فی الاسلام" میں تو یہ کہا تھا کہ تلوار کی قلبہ رانی کے بغیر تبلیغ اسلام ممکن نہیں یعنی اسلام میں لانے کے لئے بھی جبر و اکراہ لازمی ہے مگر جب آپ کو اسلام کے اصول "لا اکراہ" سے دوچار ہونا پڑا تو یہ عالم ہوا کہ ؎

کہاں کے دیر و حرم گھر کا راستہ نہ ملا

گویا یہ اصول بس دین میں لانے تک محدود ہے یعنی پہلے تلوار کی قلبہ رانی کی ضرورت نہیں البتہ جو اسلام کے قفس میں گرفتار ہو جائے تو مر کر ہی چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ اور جب اسلامی انقلاب ہوگا تو مسلم زادوں اور مسلم زادیوں کو ایک سال کا نوٹس دے دیا جائے گا کہ جس نے اسلام سے نکلنا ہے ابھی نکل جائے ورنہ سال گذرنے کے بعد جو باہر قدم رکھے گا یا بند کیا جائے گا۔

آخر ہٹتے ہٹتے فاضل مصنف قادیانی مسئلہ تک آگئے ہیں یعنی احمدیوں کو بوجوہات مندرجہ رسالہ ہذا غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا جائے۔ چونکہ دیوبندیوں، اہل حدیث اور خاص کر شیعوں سے کچھ خوف زدہ ہیں اسلئے ان کے متعلق فی الحال آپ نے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ورنہ اگر آپ کو یہ خوف نہ ہو تو (نعوذ باللہ) مکہ مدینہ تک کوئی مسلمان نظر نہ آئے۔

یہ ہیں مختصراً وہ جمہوری اصول یہ صاحب برسر اقتدار آکر جن سے ملک و قوم کو سرفراز کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہیں وہ جمہوری اور اسلامی اصول جو پاکستان تو کیا تمام دنیا کے اسلامی فرقوں کو متحد کر کے رکھ دیں گے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

امید حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے زاہد کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادھے بھولے بھالے ہیں

پھر یہ ہیں وہ رہنماؤں کے رہنما جنہوں نے احمدیت پر یہ الزام لگا رکھا ہے کہ اس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ چنانچہ "قادیانی مسئلہ" میں آپ

"مسلمانوں میں قادیانی مسلک کی مسلسل تبلیغ ایک طرف لاکھوں ناواقفِ دین مسلمانوں کے لئے ایمان کا خطرہ بنی ہوئی ہے اور دوسری طرف جس خاندان میں بھی ان کی یہ تبلیغ کارگر ہو جاتی ہے وہاں فوراً ایک معاشرتی مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہیں شوہر اور بیوی میں جدائی پڑ رہی ہے، کہیں باپ اور بیٹے ایک دوسرے سے کٹ رہے ہیں، اور کہیں بھائی اور بھائی کے درمیان شادی و غم کی شرکت تک کے تعلقات منقطع ہو رہے ہیں!"

(قادیانی مسئلہ ص۲۱)

اور ہمارا حال یہ ہے کہ ابھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کا ایک ۳۶ سالہ پرانا خطبہ جو آپ نے ۱۹۲۷ء میں پڑھا تھا دوبارہ شائع ہوا ہے جس میں حضور ایدہ اللہ تعالے نے ایک مولوی کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے کہ

"عیسائیوں سے یہودیوں سے آریوں سے سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے۔"

فرمایا ہے کہ:-

"یہ ہم کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے بہت امن اور انصاف ہے مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ خان کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا کیونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں لیکن کنگ جارج آپ کی صداقت کے قائل نہیں تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں باوجود اس کے امیر امان اللہ خان کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے لیکن مذہباً کنگ جارج سے ان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے اور جسے یہ مولوی لوگ کافر۔ کذاب۔ اور دجال کہتے ہیں اس سے میں نے یہی سیکھا ہے اور یہی اس نے تعلیم دی ہے۔"

(الفضل ۲ اکتوبر ۶۳ء)

چندہ امداد درویشان سے متعلق قابل تقلید مثال

محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اپنے خط مرقومہ ۲۳/۹/۲۳ میں تحریر فرماتی ہیں:-

"میں حضرت صاحبزادہ قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالے عنہ کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر خدمت درویشان کی مد میں جب تک میری زندگی ہے دس روپے ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ تعالے!"

محترمہ موصوفہ نے اس خط کے ہمراہ پہلی رقم مبلغ دس روپے بھی بھجوا دی ہے۔ اللہ تعالے ان کی اس نیکی کو قبول فرمائے اور انہیں اسکے بہترین اجر سے نوازے۔

(ناظر خدمت درویشاں)

موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ — حضرت مسیح کی صلیبی موت

عقیدۂ نصاریٰ کے بطلان پر درخشندہ واضح دلائل

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

(آخری قسط)

— دلیل دہم —

حضرت مسیح کی دعا قبول ہوئی اور وہ موت سے بچائے گئے

توراۃ اور انجیل سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں مصائب و مشکلات سے نجات دیتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کا قبول ہونا راستبازی کی ایک بڑی علامت ہے لکھا ہے۔

(ا) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہ کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا بلکہ اگر پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائے گا۔ اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تمہیں ملے گا۔" (متی ۲۱/۲۱-۲۲)

(ب) "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھ تم دعا میں مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو مل گیا۔ اور تمہارے لئے ہو جائے گا۔" (مرقس ۱۱/۲۴)

(ج) "اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوتا اور تم اس توت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ کر سمندر میں لگ جا تو تمہاری مانتا۔" (لوقا ۱۷/۶)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو یہ تلقین فرمائی تھی کہ وہ ایمان کے ساتھ دعا کیا کریں اور انہیں یقین دلایا تھا کہ جو دعا ایمان کے ساتھ کی جائے گی وہ ضرور مقبول ہوگی۔

دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں سابق انبیاء کے بہت سے واقعات کے ضمن میں ایک واقعہ انجیل میں اس طرح لکھا ہے:۔

"راستباز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ایلیاہ ہمارا ہم طبیعت انسان تھا۔ اس نے بڑے جوش سے دعا کی کہ مینہ نہ برسے چنانچہ ساڑھے تین برس تک زمین پر مینہ نہ برسا۔ پھر اس نے دعا کی تو آسمان سے پانی برسا۔ اور زمین سے پیداوار ہوئی۔" (یعقوب ۵/۱۶-۱۸)

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی دعاؤں کی قبولیت کو اپنی راستبازی کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ان کی دعا سنی گئی تو اس پر لکھا ہے کہ:۔

"یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں۔ میں نے یہ کہا تا کہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔" (یوحنا ۱۱/۴۱-۴۲)

گویا حضرت مسیح کی دعائیں ہمیشہ سنی جاتی تھیں۔ اور ان دعاؤں کا سنا جانا حضرت مسیح کی راستبازی کی دلیل تھا۔ اور یہ قبولیت کا نشان ہی تھا جس سے لوگوں کو ایمان لانے کی توفیق ملتی تھی۔

آئیے اب واقعہ صلیب کے بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر انجیل سے پڑھیں لکھا ہے۔

(ا) "اس وقت اس نے ان سے کہا۔ میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو" (متی ۲۶/۳۸، ۳۹)

(ب) "اور ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔" (مرقس ۱۴/۳۴-۳۶)

(ج) "گھٹنے ٹیک کر یوں دعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اس کو تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔" (لوقا ۲۲/۴۱-۴۵)

(د) "اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔ لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں" (یوحنا ۱۲/۲۷)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرنے کے تصور سے انتہائی غمگین اور بے قرار و بے چین تھے۔ انہوں نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے دردمندانہ دعائیں کیں۔ ایسے رنگ میں دعائیں کیں جن سے بڑھ کر عاجزی اور گھبراہٹ کا تصور ممکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے وہ ایک راستباز اور معصوم نبی تھے نہایت جری اور بہادر انسان تھے۔ یہ وہم بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ موت سے ڈرتے تھے۔ اور موت کے تصور سے ان کا خون پسینہ کی بوندوں کی طرح بہہ رہا تھا۔ خدا کے عاشقوں کا رنگ تو سب سے بڑے عاشق، بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول سے ظاہر ہے۔ فرمایا:

انی لوددت ان اقتل
بسبیل اللہ ثم احیی ثم
اقتل ثم احیی ثم اقتل
(صحیح البخاری)

کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب کے رستہ میں اپنی جان فدا کروں وہ اس راہ میں شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہوں پھر شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہوں۔ پھر شہید کیا جاؤں۔

ایک دوسرے عاشق ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

کہ اگر اللہ تعالیٰ کے کوچے میں آنے سے سر قلم کئے جاتے ہیں۔ تو میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو دعوئے عشق کے ساتھ اس میدان میں آئے گا

ہم ہرگز مان نہیں سکتے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ساری آہ و زاری محض موت کے پیالہ کو ٹالنے اور چند روزہ زندگی کی خاطر تھی۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ صلیبی موت مدعی رسالت کے لئے ازروئے توراۃ لعنتی موت تھی۔ اس موت کے واقعہ ہو جانے سے حضرت مسیح علیہ السلام کا سارا مشن ناکام قرار پاتا تھا۔ اور باطل پرست لوگ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر سکتے تھے۔ یہ بھیانک تصور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے سوہان روح ثابت ہو رہا تھا۔ ورنہ محض موت تو ایک سچے عاشق کے لئے ایسی چیز نہیں جو ڈراؤنی اور بھیانک ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے عشق کا مقام آپ کی دعا کے آخری الفاظ سے بھی ظاہر ہے کہ اے خدا مرضی تو بہر حال تیری ہی پوری ہوگی۔ اور تو غنی ذات ہے لیکن میں نہایت دردمندی کے ساتھ تیرے حضور ملتجی ہوں کہ تو اس پیالہ یعنی صلیبی موت کو مجھ سے ٹال دے۔ مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں۔ مگر تیری ذات پر کسی اعتراض اور تیرے بھیجے ہوئے مشن کی کسی ناکامی کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ دیکھئے یہ کتنی پاکیزہ روح ہے جس کا اظہار حضرت مسیح علیہ السلام کی پاکیزہ دعا میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام تو ایک نبی تھے۔ ان کی دعاؤں کو ہمیشہ سنا کرتا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے اعلان فرمایا ہے۔ پھر انبیاء کی وہ دعائیں جو کلمۂ حق کے بلند کرنے اور دشمنوں کے مقابلہ پر ہوں۔ وہ ضرور قبول کی جاتی رہیں۔ اس لئے اب فیصلہ ہمارے اور نصاریٰ کے درمیان اس بات پر آکر ٹھہرا ہے کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے بچنے کی دعا بارگاہ احدیت میں قبول ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور وہ صلیب پر مر گئے۔ تو حضرت مسیح کا راستباز ثابت ہونا محال ہے۔ پھر تو یہود کو سچا ٹھہرانا پڑے گا۔ اور ان کے دعوے کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور اگر یہ دعا ضرور قبول ہوئی ہے۔ تو پھر عیسائیوں کا یہ خیال کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مر کر ملعون قرار پا گئے۔ اور عیسائیوں کے گناہ کا کفارہ ہو گئے

سراسر ایک جھوٹی کہانی ہے جس کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں ہے۔

ہم اپنی اس دلیل کو مکمل کرنے کے لئے عبرانیوں کے نام کے خط کے مندرجہ ذیل الفاظ ہر دردمند عیسائی کے سامنے رکھتے ہیں لکھا ہے:-

"اس (مسیح) نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷)

یہ عبارت اتنی واضح دلیل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ عیسائیوں کے دل کیسے سخت ہیں کہ وہ اب بھی اس کھلی ہوئی حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ حضرت مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے خدائے قادر مطلق سے دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور انہیں صلیبی موت سے بچا لیا۔ پس ہمارا یہ دعوے کہ حضرت مسیح نے خدا کی راہ میں بیشک بہت دکھ اٹھائے، بہت تکالیف برداشت کیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اور حضرت مسیح کی آہ وزاری والی دعاؤں کو سنتے ہوئے انہیں صلیب کی لعنتی موت سے محفوظ رکھا اور وہ ایک لمبی عمر پا کر اپنے مشن یعنی بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے میں کامیاب و کامران ہو کر طبعی موت سے فوت ہوئے۔ پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہے۔ یہی بات اناجیل سے ثابت ہے۔ اسی امر کو قرآن مجید نے بڑے زور اور تحدی سے بیان فرمایا ہے۔ تاریخی شواہد اور آثار قدیمہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت مسیح کی حقیقی عزت اور ان کا صحیح درجہ اور مرتبہ بھی اسی صورت میں ثابت ہوتا ہے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اور جسے ہم سچے مسلمان مانتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے!

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں؟

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت

مترجمہ:- سید نصیر شاہ میانوالی

(ماہنامہ طلوع اسلام لاہور۔ فروری ۱۹۶۳ء)

(ذیل کا مضمون شیخ الازہر، شیخ الاسلام، مفتی الدیار المصریہ العلامہ الاستاذ محمود شلتوت صاحب کے ایک فاضلانہ فتویٰ کا ترجمہ ہے۔ یہ فتویٰ کتاب الفتاویٰ مطبوعہ ازہر دسمبر ۱۹۵۹ء کے صفحات ۵۲ تا ۵۸ پر درج ہے — طلوع اسلام)

جامعہ ازہر کی مجلس علماء کو مشرق وسطیٰ کی فوجی قیادتِ عامہ کے ایک ممتاز رکن جناب عبدالکریم خاں کی طرف سے ایک استفتاء موصول ہوا ہے جس کی عبارت درج ذیل ہے:-

استفتاء

(ا) کیا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ کی تصریحات کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں؟ (ب) زید اگر عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا منکر ہے تو علمائے کرام کا اس پر کیا فتوے ہے؟ (ج) نیز ایک شخص اگر ان کے دوبارہ نزول کا منکر ہو تو اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟ کیا اسے کافر کہا جا سکتا ہے؟

جامعہ ازہر کی مجلسِ علماء نے اس سوال کا جواب دینے کا فریضہ مجھ پر عائد کیا۔ میں نے اسی وقت اس استفتاء کا جواب دیا تھا جو مصر کے معروف ماہنامہ الرسالۃ کی جلد نمبر ۱۰ میں شائع ہو چکا ہے وہاں سے بعینہٖ اس فتویٰ کو نقل کر کے مجموعۂ فتاویٰ میں شامل کیا جا رہا ہے۔

قرآن حکیم اور مسئلہ وفات عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا انجام قرآن حکیم میں تین مختلف مقامات پر بیان ہوا ہے۔

(۱) سورۂ آل عمران میں خدائے قدوس کا ارشاد ہے۔

فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللّٰہ قال الحواریون نحن انصار اللّٰہ اٰمنا باللّٰہ واشھد بانا مسلمون ۝ ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ۝ ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۝ اذ قال اللّٰہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون ۝

پھر جب عیسیٰؑ نے ان سے کفر محسوس کیا تو فرمایا کون ہے جو اللہ کے دین کے معاملہ میں میری مدد کرے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے نازل کیا اور ہم نے رسول کی اتباع کی۔ پس تو ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ۔ اور کافروں نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے اچھا ہے۔ جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف بلند کرنے والا ہوں اور تجھے ان کے الزام سے) پاک کرنے والا ہوں جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا قیامت کے دن تک فوقیت دینے والا ہوں۔ پھر میری طرف تمہارا لوٹ آنا ہے پس میں تمہارے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کروں گا۔ جن میں تم اختلاف کرتے تھے (۳/۵۱ تا ۵۵)

(۲) دوسری جگہ سورہ النساء میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا ۝ بل رفعہ اللّٰہ الیہ۔ (۴/۱۵۷ تا ۱۵۹)

اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسےٰ بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا اور انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے صلیب دی مگر وہ ان کے لئے اس جیسا بنا دیا گیا اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس کے متعلق اختلاف کیا اس بارے میں شک میں ہیں ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔ صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور انہوں نے اسے یقینی طور پر قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنا قرب عطا فرمایا۔

(۳) تیسرے مقام پر سورۂ مائدہ میں ہے۔

واذ قال اللّٰہ یعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ۝ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شیء شھید ۝ (۵/۱۱۶-۱۱۷)

اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ "مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بنا لو؟" کہا۔ "تو پاک ہے مجھے کہاں زیبا تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے اس کا ضرور علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے تو ہی غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان میں تھا پھر تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - -

پر گواہ ہے۔

قرآن حکیم میں محض مذکورہ بالا تین مقامات پر حضرت مسیحؑ کے انجام کا ذکر ہوا۔ سورۂ مائدہ کی آیت اس گفتگو کو بیان کرتی ہے جو محشر کے روز حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی عبادت کرنے والوں کی تردید میں ہو گی۔ سلسلہ کلام میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مسیح علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ "کیا نصاریٰ کو تو نے ہی کہا تھا کہ وہ تیری اور تیری ماں کی عبادت اختیار کریں؟" مسیح علیہ السلام عرض کریں گے میرے خدا! تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے تیری توحید کا پیغام پہنچایا تھا۔ ہاں جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا ان کا نگران تھا۔ البتہ مجھے اپنی وفات کے بعد وقوع پذیر ہونے والے حالات کا علم نہیں۔

اس آیت میں فلما توفیتنی کے الفاظ صراحت کر رہے ہیں کہ مسیح کی وفات ہو چکی ہے یہاں اس امر کی قطعاً گنجائش نہیں کہ اس وفات سے مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کے بعد کی وفات مراد لی جائے کیونکہ جو لوگ ہنوز حضرت عیسےٰؑ کو آسمان پر زندہ گمان کرتے ہیں ان کا بھی یہی خیال ہے کہ نزول کے بعد حضرت عیسےٰ کی وفات اس وقت ہوگی جب حق کا غلبہ ہوگا اور باطل اپنی شکست کی آواز سن کر رہ جائے گا یہ وفات گویا قرب قیامت کے وقت ہوگی جس کے بعد متبعین مسیحؑ کے شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا دوسرے یہ آیت حضرت مسیحؑ اور ان کی قوم کے تعلق کی حد بندی کر رہی ہے اس لئے ان لوگوں کو محیط نہیں ہو سکتی جو آخری زمانے میں ہوں گے کیونکہ وہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لوگ ہوں گے نہ کہ مسیحؑ کی قوم کے

ایک اور طرح سے دیکھیئے تو بھی یہ آیت حضرت مسیحؑ کی وفات کو قطعیت کے ساتھ ثابت کر رہی ہے کیونکہ اس آیت میں عیسائیوں کے عقائد بگڑنے کا زمانہ حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد بیان کیا گیا ہے اور چونکہ وہ نزول قرآن سے پہلے بگڑ چکا تھا اس لئے حضرت عیسےٰ کی وفات بھی نزول قرآن سے پیشتر ہو چکی تھی بخاری شریف میں ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کے روز میری امت کے بعض لوگ پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے اور اللہ تعالےٰ فرمائے گا "تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا"

فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

میں وہی بات کہوں گا جو عبد صالح (عیسےٰ علیہ السلام) نے کہی تھی اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ استعمال کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی امت بھی ان کی وفات کے بعد بگڑی اور اسی طرح آپ صلعم کی امت آپ کی وفات کے بعد بگڑے گی

توفی کے معانی

ان تصریحات کے بعد لفظ توفیؔ کے معانی پر غور کیجئے۔

قرآن حکیم میں توفی کا لفظ بکثرت وفات کے معنوں میں وارد ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ لفظ توفیؔ سے موت کے معانی متبادر سمجھے جاتے ہیں اور جب تک اس لفظ کے ساتھ کوئی اور قرینہ ایسا نہ ہو جو کسی دوسرے معانی پر دلالت کرے یہ لفظ موت کے معانی کے بغیر کسی اور معانی میں استعمال ہی نہیں ہوتا سورہ سجدہ میں ہے

قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم ——— (۳۲/۱۱)

کہ موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

سورہ النساء میں ہے

ان الذین توفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم (۴/۹۷)

جن لوگوں کی فرشتے جان قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں

سورہ انفال میں ہے۔

ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکۃ (۸/۵۰)

اور اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں۔

سورہ انعام میں ہے

حتیٰ اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا (۶/۶۱)

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو اللہ کے بھیجے ہوئے اسے وفات دے دیتے ہیں۔

اسی طرح توفنی مسلما والحقنی بالصالحین، حتیٰ یتوفٰھن الموت ومنکم من یتوفی وغیرہ آیات میں توفی صراحت سے موت کے معنوں میں آیا ہے اس لئے توفی کا کوئی اور مفہوم لینا خلاف قاعدہ ہے لغت میں بھی توفاہ اللہ کے معنے قبض روحہ لکھے گئے ہیں سورہ آل عمران کی آیت مذکورۃ الصدر میں یعیسیٰ انی متوفیک کے معنے کسی عربی دان سے پوچھئے وہ صاف طور پر یہی مفہوم بیان کرے گا کہ "اے عیسےٰ! میں تجھے موت دوں گا" یہ الگ بات ہے کہ وہ روایات کو مدنظر رکھ کر اس کا وہ عجیب غریب مفہوم بیان کر ڈالے جس پر علم ماتم کرتا ہے اور عربیت سینہ پیٹتی ہے خود بخاری شریف میں ابن عباس نے انی متوفیک کے معنے کئے ہیں انی ممیتک (میں تجھے وفات دوں گا) اس تصریح کے بعد ہم آیات مذکورہ کے ایک اور لفظ رفع کا مفہوم متعین کرنا ضروری سمجھتے ہیں!

رفعہ اللہ الیہ کے معانی اور آیات مضطربہ

سورۃ النساء کی آیت میں

بل رفعہ اللہ الیہ

وارد ہوا ہے اکثر مفسرین نے اس میں رفع کی تفسیر آسمان کی طرف جانا کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی اور کو مسیح کی شبیہ بنا دیا اور مسیحؑ کو جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا وہ وہاں زندہ ہیں آخری زمانے میں اتریں گے سوروں کو مار ڈالیں گے اور صلیب توڑ دیں گے مفسرین اس بارے میں اوّل تو ان روایات پر اعتماد کرتے ہیں جن میں دجال کے بعد نزول مسیحؑ کا ذکر ہے یہ روایات مضطرب اپنے الفاظ اور معانی میں اس قدر مختلف ہیں کہ ان میں تطبیق ممکن نہیں اس امر کی تصریح خود علماء حدیث نے کی ہے مزید برآں یہ وہب بن منبہ اور کعب احبار کی روایات ہیں جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہوئے تھے علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک ان راویوں کا جو درجہ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مفسرین کی دوسری دلیل وہ روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں انھوں نے نزول عیسےٰؑ کی خبر دی ہے اگر یہ حدیث صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تب بھی یہ خبر واحد ہے اور علمائے امت کا اجماع ہے کہ خبر واحد سے نہ تو کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے اور نہ امور غیبیہ کے بارے میں اس پر اعتماد کرنا درست ہے۔

مفسرین کی تیسری دلیل وہ بیان ہے جو حدیث معراج میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف صعود کیا اور یکے بعد دیگرے آسمانوں کو کھولتے گئے تو دوسرے آسمان پر حضرت عیسےٰؑ اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰؑ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس دلیل کی عنکبوتیت خود اس کے بیان سے واضح ہے تمام علماء تسلیم کرتے ہیں کہ معراج میں حضورؐ بہت سے انبیاء سے ملے اور یہ ملاقات محض روحانی تھی اگر جسمانی ہوتی تو ماننا پڑے گا کہ جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ اٹھائے گئے اسی طرح باقی انبیاء بھی زندہ اٹھائے گئے ہوں گے اور حضرت یحییٰؑ تو خصوصاً زندہ اٹھائے گئے ہوں گے کیوں کہ وہ تو حضرت عیسےٰؑ کے ساتھ ہی ملے تھے تو کیا ان تمام انبیاء کا پھر نزول ہوگا۔؟

یہاں مفسرین کی اس طرفہ بات کو بھی مدنظر رکھیے کہ جب وہ

رفعہ اللہ الیہ

آیت قرآنی کا مفہوم بیان کرتے ہیں تو حدیث معراج سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ معراج میں حضورؐ نے عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے آسمان پر دیکھا اس لئے

رفعہ اللہ الیہ

کے معنے ہیں اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ لیکن جب حدیث معراج کے سلسلے میں ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دوسرے انبیاء کی طرح عیسےٰ علیہ السلام سے بھی روحانی ملاقات ہوئی ہوگی تو جھٹ کہہ دیتے ہیں "وہ تو قرآن میں آ چکا

بل رفعہ اللہ الیہ"

گویا اس طرح یہ لوگ جب حدیث کی تشریح کرتے ہیں تو اپنے مزعومہ معانی پر آیت کو دلیل گردانتے ہیں اور جب آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو حدیث کے مزعومہ مفہوم کو بطور سند لاتے ہیں تھ

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے

رفع کی حقیقت

سورۂ آل عمران کی آیت

انی متوفیک ورافعک الیّ

سورۂ نساء کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے ملا کر پڑھیئے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں وفات کے بعد رفع کا جو وعدہ کیا گیا تھا دوسری آیت میں اسی وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے پہلی آیت میں وفات، رفع اور تطہیر کے وعدے تھے اگرچہ دوسری آیت میں وفات اور تطہیر کا بیان نہیں صرف رفع الی اللہ کا ذکر ہے تاہم دونوں آیتوں میں تطبیق کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام وعدوں کو یہاں بھی مدنظر رکھا جائے پس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو وفات دی پھر رفع فرمایا اور انھیں کافروں کے الزامات سے معصوم ثابت کیا۔

ماضی قریب کے مشہور مفسر علامہ آلوسی نے متوفیک کی جو متعدد تفسیریں بیان کی ہیں ان میں سے واضح ترین یہی معنے ہیں کہ "میں تیری مدت عمر کو پورا کروں گا اور تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا تجھ پر کوئی ایسا شخص مسلط نہ ہوگا جو تجھے مقتول یا مصلوب کر سکے۔ ما قتلوہ وما صلبوہ کا یہی مفہوم ہے جو شخص قتل نہ ہو اور نہ ہی صلیب پر لٹکایا جائے یہ ضروری نہیں کہ اس کی موت سے بھی انکار کیا جائے گویا آیہ مذکورہ میں بطور کنایہ بتا دیا گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دشمنوں کے قتل ہونے سے محفوظ رہے اور اپنی عمر پوری کر کے طبعی موت سے فوت ہوئے

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ وفات کے بعد رفع سے صرف بلندئ درجات ہی مراد ہو سکتی ہے نہ کہ رفع جسمانی بالخصوص جب کہ آیت میں متصل بعد ومطھرک من الذین کفروا کا فقرہ موجود ہے جو یہ ثابت کر رہا ہے کہ یہاں تشریف واجتبا اور عظمت وتکریم کا ذکر مقصود تھا قرآن حکیم میں لفظ رفع ان معانی میں بکثرت استعمال ہوا ہے مثلاً ورفعنا لک ذکرک، نرفع درجات من نشاء، یرفع اللہ الذین آمنوا۔ ہم خود ہر روز دعا میں بھی کہتے ہیں وارفعنی (یعنی اے خدا مجھے بلند درجہ عطا فرما) خدا ایسے نہ دے [illegible]

صفاتی نام الرافع ہے اس کا مفہوم اہل لغت نے یہی بیان کیا ہے کہ وہ اپنے اولیاء کو اپنا قرب عطا فرما کر ان کے درجات بلند کرتا ہے انسان کا کسی اونچی جگہ پر چلا جانا خدا کے نزدیک بلندی نہیں نہ ہی خدا کوئی جسم ہے کہ وہ مقام بلند پر رونق افروز ہو۔

پس آیات رافعک الیّ اور بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں وہی مفہوم ادا ہوا ہے جو آیات "ان اللّٰہ معنا" اور "عند ملیک مقتدر" وغیرہ میں مراد ہے ان سب مقامات پر حفاظت نگرانی اور مقدس پناہ میں داخل ہونے کے سوا اور کوئی مفہوم مراد نہیں لیا جاسکتا پھر لفظ الیہ میں نہ معلوم مفسرین آسمان کا لفظ کہاں سے گھسیٹ لاتے ہیں بخدا کتاب اللہ کے واضح اور عام فہم انداز بیان پر یہ صریح ظلم محض ان قصوں اور روایتوں کی اتباع میں کیا گیا ہے جن کی صحت پر یقینی طور پر تو کیا ظنی طور پر کوئی دلیل یا نیم دلیل قائم نہیں

آیات کا واضح اور غیر مبہم مفہوم

علاوہ بریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول وفات پا چکے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے دشمنی کی اور ان کے بارے میں ان کے برے عزائم نمایاں تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت و حکمت سے انہیں فسادیوں کے شر سے محفوظ رکھا اور دشمنوں کی خفیہ تدبیروں کو ناکام بنا دیا اور یہی وہ مضمون ہے جو سورۃ آل عمران کی آیات میں بیان ہوا ہے ایک دفعہ پھر ان آیات کا مطالعہ کیجئے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کچھ بیان فرمایا کہ خدا کی تدبیر کافروں کی تدبیروں کے مقابلہ میں نہایت قوی اور زبردست ہوتی ہے اس لئے مسیح علیہ السلام کو محفوظ رکھنے کی الٰہی تدبیر کے سامنے یہود کا مسیح کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ اکارت گیا آیت

یعیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الیّ ومطھرک
من الذین کفروا

میں خدائے قدوس نے مسیح کو بشارت دی تھی کہ وہ انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور ان کے ذلیل منصوبے ناکام بنا دے گا وہ انہیں پوری عمر کے بعد طبعی وفات دے گا اور ان کے درجات بلند کرے گا اسی طرح وہ لوگ جو عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی ذلیل موت دینے کے درپے تھے اپنی نامرادی کا ماتم کرتے رہ جائیں گے۔

صلیب کی موت کو وہ لوگ ملعون خیال کرتے تھے کیونکہ استثناء ۲۱ میں ہے " وہ جو مصلوب ہوتا ہے ملعون ہوتا ہے " اور گلتیوں ۳/۱۳ میں پولوس کہتا ہے " لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے " چونکہ لعنت کے معنے ہیں خدا کی رحمت سے دور ہو جانا اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے عیسیٰ میں تجھے مقتول اور مصلوب نہیں ہونے دوں گا بلکہ تو طبعی موت سے وفات پائے گا اور یہ لوگ جو گمان کرتے ہیں کہ تجھے صلیب دے کر وہ مراد پا کر کہیں گے کہ دیکھو مسیح اللہ کی رحمت سے دور تھا (ملعون معاذ اللہ) اسی لئے صلیب کی موت نصیب ہوئی انہیں بتا دوں گا کہ تو میری رحمت سے دور نہیں بلکہ میرا مقرب ہے (رافعک الیّ)

ہر وہ شخص جن کا ذہن سلیم ان تمام روایات سے خالی ہو جنہیں بدقسمتی سے "آنکھ بند کر کے" تسلیم کر لیا گیا اور وہ رب ذوالجلال کی اس سنت مقدسہ سے بھی واقف ہو جو انبیاء کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے وقت ظہور میں آتی ہے ان آیات کو پڑھتے وقت ان کا وہی مفہوم اخذ کرے گا جو ہم نے بیان کر دیا

یہ عجیب نکتہ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسیح علیہ السلام کو یہود کے درمیان سے آسمان پر لے جانے کو "مکر" (خفیہ تدبیر) کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے اور پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ یہ "مکر" یہودیوں کے مکر سے بہتر تھا حالانکہ وہ اس چیز کا سرے سے مقابلہ ہی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی انسانی "مکر" کے مقابلہ میں اللہ کی خفیہ تدبیر پر "مکر" کے لفظ کا اطلاق اس وقت جائز ہے جب وہ تدبیر عام عادت سے خارج نہ ہو اور انسانی "مکر" کے اسلوب پر نافذ ہو سکے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

واذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک او
یقتلوک او یخرجوک
ویمکرون ویمکر اللّٰہ
واللّٰہ خیر الماکرین ہ

اس ساری بحث کا ماحصل یہ ہے کہ

عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کا منکر کافر قرار نہیں دیا جاسکتا

(۱) قرآن و حدیث میں ایسی کوئی سند موجود نہیں جس کی بناء پر یہ عقیدہ قائم کیا جاسکے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اب تک وہاں زندہ ہیں اور وہاں سے آخری زمانہ میں اتریں گے۔

(ب) قرآن حکیم کی تصریحات سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ محض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ طبعی عمر کے اختتام پر وفات دے گا۔ ان کے درجات بلند فرمائے گا اور انہیں کافروں کے برے عزائم سے محفوظ رکھے گا اور یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے حضرت مسیح کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے نہ مصلوب۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدت پوری کر کے انہیں وفات دی اور اپنا قرب عطا فرمایا

(ج) جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانے اور وہاں زندہ ہونے اور آخری زمانہ میں نزول فرمانے سے انکار کرتا ہے وہ کسی قطعی و یقینی چیز سے انکار نہیں کرتا لہٰذا اسے اسلام اور ایمان سے خارج قرار دینا کیسے جائز ہو سکتا اس پر ارتداد کا حکم لگانا کسی طرح درست نہیں بلکہ وہ مومن و مسلم ہے جب وہ فوت ہو تو مسلمانوں کی طرح اس کا جنازہ پڑھنا چاہیئے اور اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا چاہیئے اللہ کے نزدیک تو اس کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں۔ واللّٰہ بعبادہ خبیر بصیر۔

(طلوع اسلام فروری ۶۳ء)

ام الالسنہ

جیسا کہ احباب کو بذریعہ الفضل اطلاع دی جا چکی ہے ادارہ ریویو کی طرف سے محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی مایہ ناز تحقیقی کتاب

ARABIC ——— THE MOTHE OF ALL LANGUAGE

عنقریب شائع کی جا رہی ہے جو احباب اس کی خرید میں دلچسپی رکھتے ہوں ان کو چاہیئے کہ اپنی کتاب ابھی ریزرو کروالیں کیونکہ کتاب کے محدود تعداد میں شائع ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کے حصول میں دقت ہوگی۔

(مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

خدام الاحمدیہ کا سالانہ امتحان

مجالس کو ہر سہ معیار کے پرچے بھجوائے جا چکے ہیں قائدین کرام سے درخواست ہے کہ دس اکتوبر سے قبل مناسب وقت میں اپنی یا اپنے کسی نمائندہ کی نگرانی میں امتحان لے کر پرچے اولین فرصت میں بنام مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ کے نام ارسال کر دیں تا سالانہ اجتماع سے قبل ہی نتائج مرتب کئے جاسکیں۔

۲:- معیار اول کے دوسرے پرچے کے سوال نمبر ۳ میں طباعت کی کچھ غلطی رہ گئی ہے اس سوال کو حسب ذیل طریق پر درست کر لینا چاہیئے

"چشمہ معرفت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آریوں کے بنیادی عقائد کا رد فرمایا ہے کسی ایک عقیدہ کا بطلان لکھیں"

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پتہ درکار ہے

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب آف ساہیوال کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کو علم ہو تو مطلع فرمائیں۔ اگر وہ خود پڑھیں تو اطلاع دیں۔

(ناظر امور عامہ)

درخواست ہائے دعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی چوہدری عبدالباری آف بھیروچی طالب علم A.C.E کالج لکھانیہ ضلع لائل پور کو ۹/۶۲ ... ۳۰ وارڈی اور لیبر لوالہ کے درمیان بس کے حادثہ میں سخت چوٹیں آئی ہیں بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے خدا تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (عبدالقادر بھیروچی)

۲۔ خاکسار کو معدہ میں پیپٹک السر ہے احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ پلیٹیوں سے نجات دے (والسلام خاکسار محمد شفیع سلیم لوپکا واہ کینٹ)

۳۔ خاکسار کا لڑکا عزیزی منصور محمد شریف مالجی جہاز سے کراچی آ رہا ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو بخیریت تمام واپس لا کر دین کا خادم بنا دے (شیخ محمد شریف کراچی شہر)

۴۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ قریشی محمد لطیف صاحب بریلوی کا عنقریب پتے کا اپریشن ہو رہا ہے بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپریشن میں کامیابی عطا فرمائے اور انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما دے۔

توسیع اشاعت الفضل میں حصہ لینے والے احباب

۴۳

نام	سال بھر کے لئے کس مستحق کے نام خطبہ نمبر				
مکرم میاں غلام رسول صاحب چک ۴۸ مراد ضلع بہاول نگر					
چوہدری اللہ رکھا صاحب / قائد مجلس خدام الاحمدیہ	″	″	″	″	″
چوہدری شہباز خان صاحب	″	″	″	″	″
چوہدری نذیر احمد صاحب	″	″	″	″	″
محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ و / محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ	″	″	″	″	″
چوہدری محمد شفیع صاحب	″	″	″	″	″
لجنہ اماء اللہ	″	″	″	۳	″
چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد			″	۲	″
″ علم الدین صاحب	″		″	۲	″
″ غلام قادر صاحب	″		″	۱	″
″ محمد اقبال صاحب جاوید چک ۹۳/R.6			″	″	″
جماعت احمدیہ چک	″		″	″	″
چوہدری غلام نبی صاحب بہاول نگر			″	″	″
شیخ فیروز الدین صاحب			″	″	″
شیخ ناصر احمد محمود احمد صاحبان			″	″	″
شیخ اقبال الدین صاحب			″	″	″
قریشی امتیاز علی صاحب			″	″	″
ہمایوں اقبال صاحب اختر بہاول پور			″	″	″
پیر محمد اقبال صاحب			″	″	″
مکرم ملک ضیاء الدین صاحب خان پور			″	″	″
محترمہ اہلیہ صاحبہ	″	″	″	″	″
مکرم منشی عبدالحمید صاحب	″		″	″	″
چوہدری مسرت احمد صاحب رحیم یار خان			″	۲	″
مکرم شیخ عبدالسلام صاحب	″		″	۱	″
قریشی رشید احمد صاحب	″		″	″	″
چوہدری غلام محمد صاحب چک ۵ ڈنڈی			″	۲	″
چوہدری فضل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ رحیم یار خان			″	″	″
″ سعید احمد صاحب	″		″	۱	″
″ غلام احمد صاحب	″		″	۲	″
صوفی غلام رسول صاحب	″		″	۱	″
مکرم رشید احمد صاحب مٹ کمنڈیارد			″	۳	″
″ ارشاد احمد صاحب کھریارو			″	۱	″
″ چوہدری غلام احمد صاحب بدین			″	″	″
″ خان بہادر صاحب سمبڑیالوی حال بدین	″		″	″	″
″ راجہ منیر احمد صاحب	″		″	″	″
″ ملک عبدالرحمن خان صاحب	″		″	″	″
محترمہ بلقیس خانم صاحبہ اہلیہ / ملک صلاح الدین صاحب سمبڑیالوی	″		″	″	″
لجنہ اماء اللہ بدین			″	″	″
صوفی فضل محمد صاحب بہاول نگر			″	″	″
مکرم میاں مقصود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کنری	سال بھر کے لئے کس مستحق کے نام خطبہ نمبر				
	″		″	″	″

(باقی)

خریداران الفضل متوجہ ہوں وی پی بھجوائے جا رہے ہیں

درج ذیل احباب کی قیمت اخبار ختم ہو رہی ہے ان کو وی پی بھجوائے جا رہے ہیں براہ کرم وصول فرما کر ممنون فرمائیں نیز جن احباب کو ان کے ارشاد پر وی ۔ پی نہیں کئے جا رہے وہ بھی ازراہ کرم بذریعہ منی آرڈر کسی یوم تک رقم ارسال کر دیں تاکہ اخبار جاری رکھا جا سکے علاوہ ازیں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں تاکہ تعمیل ہونے میں تاخیر نہ ہو۔

خریداری نمبر	پتہ	تاریخ اختتام
433	صادق احمد صاحب دریا نال مری	۱۰ ۱۱/۶۳
4914	محمد شریف صاحب کریانہ مرچنٹ نبی سر روڈ (سندھ)	″
4/77	جاوید نواز صاحب خانپور سیدال	″
4919	عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ انجینئر نبی سر روڈ	″
4921	ڈاکٹر محمد الدین صاحب شام گنج مراں	″
513	حاجی خدابخش صاحب میانوالی	″
4560	مرزا مبارک احمد صاحب حیدر آباد	″
5536	محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ کوٹ نیناں	″
4925	عبدالحئی صاحب ناصر آباد سٹیٹ	″
4927	علم دین صاحب ناصر آباد فارم	″
4928	اختر احمد صاحب راجوری ″	″
4922	ڈاکٹر مرزا منصور احمد صاحب نبی سر روڈ	″
2442	کرم الٰہی صاحب ناصر آباد سٹیٹ	۱۱ ۱۰/۶۳
2082	نعمت علی صاحب ایس ڈی او داؤد خیل	″
5343	راجہ محمد اکبر صاحب دنیل پور	″
2406	نصیر احمد صاحب تھونہ	″
5234	محمد اسحق صاحب دارسک	۱۱ ۱۰/۶۳
5545	مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ کراچی	″
4386	پیر نصیر الدین صاحب گولے کی	۱۲ ۱۰/۶۳
5348	اے ایس احمدی ھنگوال	″
(K) 6811	رحمت علی صاحب قریشی کرتو ٹنڈی	″
6994	نواب میجر سردار غوث بخش خان تمبڑہ	″
6897	سردار محمد عمر خان مستونگ	″
6898	نواب بہرام خان لہڑی سبو	″
6899	سردار میر قطب خان ضیو	″
6900	محمد حسین باغبان ناصر آباد ٹھرپارکر	″
6901	منیر احمد صاحب راجوری ناصر آباد فارم	۱۲ ۱۰/۶۳
6902	برکت علی صاحب ناصر آباد فارم	۱۲ ۱۰/۶۳
3586	مختار احمد صاحب خیر پور میرس	″
550	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب اوکاڑہ	″
4174	علی اصغر برادرز اندرسیر شہداد کوٹ	″
3918	محمود احمد صاحب محمود کراچی ۸	″
4895	غلام رسول صاحب کمنڈیارد	″
4937	انیس احمد خان صاحب کراچی	″
3187	محمد سعید احمد صاحب ڈرگ روڈ کالونی کراچی	″
5460	بسم اللہ بیگ صاحب نارووال	″
4938	عبدالحکیم صاحب ایڈووکیٹ انور آباد	″
5396	حافظ ابوذر صاحب جلالپور روڈ	″
5330	عبدالحمید صاحب چھوہاسیدان شاہ	″
6846	نذیر احمد صاحب چک ۶۶ مراد بہاول نگر	″
6847	نور محمد صاحب چشتیاں	″
6851	محمد یونس صاحب رحیم یار خان	″
6855	سعید احمد صاحب ″	″
6856	چوہدری ناصر احمد صاحب ″	″

دعائے مغفرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب ولد مرزا فتح محمد بیگ صاحب برادر مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی حال مقیم قصور مورخہ ۲۲ ستمبر ۵ بجے صبح اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنی یادگار دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔

احباب جماعت سے بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے امانتاً آپ کو گاؤں محمود بیگ میں دفن کیا گیا ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں "بشیر ہال" کے افتتاح کی تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی قیادت میں جنوبی دروازہ سے ہال میں داخل ہوئے اور وسطی راستہ میں سے گزر کر اسٹیج کے بائیں جانب پہلی نشستوں پر تشریف فرما ہوئے بائیں جانب کی نشستیں سکول کے ممبران سٹاف کے لئے مخصوص تھیں مہمانوں کے بھی مقررہ نشستوں پر تشریف فرما ہونے کے بعد سکول کے طلبہ مقررہ دروازوں سے ہال میں داخل ہوئے اور ایک خاص نظام کے ماتحت اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے بعد ازاں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اسٹیج پر تشریف لے جا کر کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تقریب کی کارروائی شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

کارروائی کا آغاز

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیز محمد صدیق متعلم ہشتم سی نے کی بعدہٗ عزیز ناصر احمد متعلم دہم بی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی ازاں بعد محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے ہال کی تعمیر سے متعلق رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں آپ نے اس نئی عمارت کے پس منظر اس کے لئے فنڈز کی فراہمی اور ہال کے نام کی تعیین پر روشنی ڈالنے کے بعد ان تمام حضرات کا فرداً فرداً شکریہ ادا فرمایا جنہوں نے خاص محنت اور شوق سے اس کی تعمیر میں ہاتھ بٹا کر اس پراجیکٹ کی تکمیل کو ممکن بنایا ہال کے نام کی تعیین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نور اللہ مرقدہٗ کی سکول سے غیر معمولی گہری دلچسپی دوابستگی اور تعلق ربط کی یاد میں ہمیں آج اس ہال کا نام "بشیر ہال" رکھنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے دعا ہے کہ یہ ہال اس سکول کے مایہ ناز اولڈ بوائے اس کے عظیم محسن ومربی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے نامور سپوت کی دلی آرزو اور خواہش کے مطابق اسلام اور احمدیت کے مقاصد اور سکول کی جملہ اغراض کو صحیح معنوں میں پورا کرنے کی توفیق پا جائے"

بعدہٗ طلباء کی تقاریر ہوئیں چنانچہ عزیز سمیع اللہ ظفر متعلم دہم سی نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرۃ طیبہ" پر عزیز احمد کریم دہم متعلم دہم اے نے "تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طالبعلم کے فرائض" پر اور عزیز مرزا فرید احمد نے "پاکستان کا استحکام اسلام کے استحکام کے ساتھ وابستہ ہے" کے موضوع پر مختصر لیکن پُر زور اور برجستہ تقاریر کیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا خطاب

آخر میں صاحب صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے طلبہ اور ممبران اسٹاف سے خطاب فرمایا آپ نے کہا میں آپ لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنے نئے تعمیر شدہ ہال کا نام "بشیر ہال" رکھ کر اپنے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری لی ہے آپ کا یہ نام رکھنا اظہار عقیدت کے طور پر ہے یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ عقیدت کے اس ظاہری اظہار کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے اس فعل سے اپنے اوپر یہ فرض بھی عائد کر لیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو ان خوبیوں اور اوصاف سے متصف کریں گے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالے عنہ کی عظیم شخصیت میں طرہ امتیاز کا درجہ رکھتے تھے اس موقعہ پر حضرت میاں صاحبؓ کے دو مخصوص اوصاف کا ذکر کر کے آپ پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنے اندر علی الخصوص یہ دو اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہوگی اور آپ کو کرنا بھی چاہیئے اس کے بغیر آپ اپنے اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

خطاب کے دوران میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک الہام میں "سلطان القلم" قرار دیا۔ اور پھر آپ کو "حسن بیان" کا اعجاز بھی عطا فرمایا حضورؑ کے دستخات قلم اور ملفوظات فی الواقعہ زور قلم اور حسن بیان کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس امر پر شاہد ناطق ہیں کہ فی الواقعہ حضورؑ ان خطابات کے مستحق تھے۔ خدا تعالےٰ اُس وقت تک کسی کو خطاب سے نہیں نوازتا جب تک نہ فی الواقعہ وہ اُس خطاب کا اہل نہ ہو یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی کو خطاب نہیں دیتا جبتک کہ وہ اسے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ اُس خطاب کا بالفعل اہل نہ بنا دے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ قلم اور حسنِ بیان کا اعجاز رکھنے والے اسی سلطان کے جرنیلوں میں سے ایک تھے۔ آپ نے حضور علیہ السلام سے اکتساب فیض کر کے قلم اور بیان کے وہ وہ جوہر دکھائے کہ ظلمت کو پاش پاش کر کے نور کے چشمے بہا دئے۔ اب آپ لوگوں کا یہ فرض ہے کہ آپ لوگ بھی ان ہر دو میدانوں میں اس جرنیل کے سپاہی بننے کی کوشش کریں یہی وہ طریق ہے جس سے آپ عملاً اس بات کا ثبوت بہم پہنچا سکتے ہیں کہ فی الواقعہ آپ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عقیدت ہے اور آپ کے دل میں ان کی قدر و منزلت ہے۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدینۃ العلم بھی قرار دیا ہے اور اس لئے قرار دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خود حضور کو علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا چنانچہ صرف ایک رات میں ہی اُس نے حضورؑ کو عربی زبان کے چالیس ہزار مصادر کا علم سکھا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے عربی میں ایسی ایسی بے نظیر کتابیں لکھیں اور پھر دنیا بھر کے علماء و فضلاء کو ان جیسی کتابیں لکھنے کا اس تحدی سے چیلنج دیا کہ خود اہلِ زبان ششدر ہوئے بغیر نہ رہے اور حضورؑ کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی تاب نہ لا سکے۔ پھر حضور نے یہ تحدی بھی فرمائی کہ جو علوم میں پیش کر رہا ہوں ان کے مقابلے میں تمام دنیوی علوم ہیچ ثابت ہوئے بغیر نہ رہیں گے اور دنیا کی الجھنیں میرے ہی پیش کردہ علوم کے ذریعہ حل ہوں گی۔ اس موقعہ پر آپ نے علوم اسلام اور حضور علیہ السلام کے پیشکردہ علم کلام کے آگے علوم مخالفہ کے عاجز آنے اور ہزیمت اٹھا کر پسپا ہونے کے متعلق حضورؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پڑھ کر سنائی۔ اور سکول کے طلباء اور ممبران اسٹاف کو توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ ہم اپنے علم کو ترقی دیتے دیتے اُس مقام پر پہنچا دیں کہ ہم اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے میں حصہ دار بن جائیں۔ ہماری کوشش اور ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ ہماری زندگیوں میں ہی یہ دن لے آئے کہ جب علوم جدیدہ عاجز دشمن کی طرح پسپا ہونے پر مجبور ہو جائیں اور اُن پر اسلام کو کھلی کھلی فتح نصیب ہو۔ دنیا یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ حقیقی علم کا سرچشمہ اسلام ہی ہے دیگر مخالفانہ علوم جہالت ہی جہالت ہیں۔

تقریب کا اختتام

اس پُر اثر خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ایک پُر سوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ آخر میں سکول کے تین نو عمر طلبہ نے قومی ترانہ پڑھا جسے جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر سنا جس کے بعد یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

تقریب کے اختتام پر طلباء میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

مکرم مبارک احمد صاحب نذیر کا عزم سیرالیون

مکرم مبارک احمد صاحب نذیر ابن محترم نذیر احمد صاحب علی مرحوم مورخہ ۳۰۔ستمبر کو کراچی سے سیرالیون کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ وہاں احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول میں بطور استاد کام کریں گے۔ احباب ان کے بخیرو عافیت پہنچنے اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔

(وکالت تبشیر)

درخواستِ دعا

کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مرزا صالح علی صاحب کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں اور حالت بہت تشویشناک ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

جماعت احمدیہ چک منگلہ ضلع سرگودہا کا نواں تربیتی سالانہ جلسہ

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ چک منگلہ کا نواں تربیتی سالانہ جلسہ مورخہ ۱۲ راکتوبر بروز ہفتہ چار بجے سہ پہر شروع ہوگا۔ اور ۱۳ راکتوبر کو پانچ بجے شام تک جاری رہے گا۔ خصوصاً ضلع سرگودہا اور جھنگ کی جماعتوں کی خدمت میں عرض ہے کہ احباب کثرت سے تشریف لا کر فائدہ اٹھائیں کھانے کا انتظام جماعت کے ذمہ ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

(عزیز الرحمٰن منگلہ چک منگلہ ضلع سرگودہا)